ماڈیول کی تفصیلات اور اس کا خاکہ

Details of Module and its structure

ماڈیول کی تفصیلات **Module Detail**	
مضمون کا نام **Subject Name**	اردو Urdu
کورس کا نام **Course Name**	آن لائن تربیتی کورس برائے ثانوی سطح Online Course for Urdu Teaching at Secondary Stage
ماڈیول کا عنوان **Module Name/Title**	رباعی، قطعہ، چہار بیت، دوہا، بارہ ماسہ اور گیت کی تدریس **Rubai, qat'aa, Chahar bait, Doha, Bara Masa aur Geet ki Tadrees**
ماڈیول آئی ڈی **Module ID**	**TUSS_11**
کلیدی الفاظ **Keywords**	رُباعی، قطعہ ، چاربت، دوہا، بارہ ماسہ ، گیت

ڈیولپمنٹ ٹیم

Development Team

کردار **Role**	نام **Name**	ادارہ **Affiliation**
کورس کوآرڈینیٹر **Course Coordinators**	پروفیسر محمد فاروق انصاری **Prof. Mohd. Faruq Ansari** پروفیسر دیوان حنان خان **Prof. Diwan Hannan Khan**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**
کورس ایڈمنسٹریٹر **Course Administrator**	ڈاکٹر عزیر احمد **Dr. Uzair Ahmad**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**

ماڈیول:11

رباعی، قطعہ، چہاربیت، دوہا، بارہ ماسہ اور گیت کی تدریس

فہرست

1 تمہید

2 مقاصد

3 رباعی

3.1 رُباعی کی تدریس

4 قطعہ

4.1 قطعہ کی تدریس

5 چہاربیت

6 دوہا

7 بارہ ماسہ

8 گیت

8.1 گیت کی تدریس

9 خلاصہ

1 تمہید

عام طور پر اردو کی اہم اور زیادہ مروج اصناف پر ہی گفتگو کی جاتی ہے لیکن اس سبق میں ہم اردو کی کچھ دیگر اصناف اور ہیئتوں پر بھی روشنی ڈالیں گے تاکہ ان سے اساتذہ، طلبہ و طالبات متعارف ہو سکیں۔ جن شعری اصناف پر اس سبق میں گفتگو کی جائے گی ان میں رباعی، قطعہ، چہار بیت، دوہا، بارہ ماسہ اور گیت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں ادبی سرمائے کی موجودگی کے باوجود ان کے بارے میں کم ہی گفتگو کی جاتی ہے۔

2 مقاصد

- اہم شعری اصناف کا تعارف۔
- ہیئت اور صنف کے فرق کی وضاحت۔
- ہندی روایات سے ماخوذ اصناف کا تعارف۔

3 رباعی

رباعی عربی لفظ ربع سے مشتق ہے جس کے معنی چار ہیں۔ رباعی اردو شاعری کی نہایت اہم اور مقبول صنف ہے۔ یہ چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور فکر اور خیال کے اعتبار سے اپنے آپ میں مکمل ہوتی ہے۔ اس کے چاروں مصرعوں میں خیال مربوط و مسلسل ہوتا ہے اور آخری مصرعے میں اس کی تکمیل ہوتی ہے۔

ہئیت کے لحاظ سے رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے اور تیسرے مصرعے میں قافیہ نہیں لا یا جاتا۔ لیکن ایسی رباعیاں بھی ملتی ہیں جن کے چاروں مصرعوں میں قافیے کا التزام کیا گیا ہے۔ لازمی طور پر رباعی بحرِ ہزج میں کہی جاتی ہے۔اس بحر کے 24 اوزان رباعی کے لیے مخصوص ہیں۔رباعی کے لیے کوئی موضوع مخصوص نہیں ہے۔عام طور پر اس میں فلسفیانہ، اخلاقی اور نصیحت آموز مضامین بیان کیے جاتے رہے ہیں۔ حمدیہ اور عشقیہ موضوعات پر بھی رباعیاں کہی گئی ہیں۔ فارسی میں رباعی کہنے کا رواج قدیم زمانے سے ہے۔فارسی میں عمر خیّام کی رباعیاں بے حد مقبول ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں خیّام کی رباعیوں کے ترجمے کیے گئے ہیں۔اردو میں رباعی کا آغاز فارسی شاعری کے زیرِ اثر ہوا۔ابتدا میں بعض دکنی شعرا جیسے قلی قطب شاہ اور ملّا وجہی نے رباعیاں کہیں۔اس کے بعد شمالی ہند میں رباعی لکھنے کا رواج شروع ہوا۔ابتدائی دور کے شعرا میں سودا، میر تقی میرؔ، مصحفی، میر حسن اور جعفر علی حسرت لکھنوی وغیرہ نے رباعیاں کہیں۔ان کے بعد میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ نے اردو میں رباعی گوئی کی روایت کو استحکام بخشا۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ نے بھی رباعیاں لکھی ہیں۔

بیسویں صدی میں بھی رباعی گوئی کا رواج قائم رہا اور کچھ شعرا نے اس صنف پر خصوصی توجہ صرف کی ۔ چنانچہ امجد حیدر آبادی اور جگت موہن لال رواںؔ صرف رباعی گوئی کے لیے مشہور ہیں۔ تلوک چند محرومؔ، جوش ملیح آبادی، یگانہ چنگیزی ، فراق گورکھپوری اور جاں نثار اخترؔ نے بھی کثرت سے رباعیاں کہیں۔فراقؔ گورکھپوری کی ایک رباعی آپ بھی دیکھیے۔

ہر عیب سے مانا کہ جدا ہو جائے
کیا ہے اگر انسان خدا ہو جائے
شاعر کا تو بس کام یہ ہے ہر دل میں
کچھ دردِ حیات اور سوا ہو جائے

3.1 رُباعی کی تدریس

رباعی کی تدریس سے قبل اساتذہ طلبا کو یہ بتائیں کہ اردو میں دیگر اصناف کی طرح رباعی بھی شاعری کی ایک اہم صنف ہے۔رباعی لفظ 'ربع' سے مشتق ہے۔رباعی میں کل چار مصرعے ہوتے ہیں۔ تیسرا مصرع رباعی کا نقطۂ عروج اور آخری مصرع میں بات مکمل کی جاتی ہے۔اردو

میں رباعی کا آغاز فارسی شاعری کے زیر اثر ہوا۔ ابتدا میں بعض دکنی شعرا نے اردو میں رباعیاں لکھیں، اس کے بعد شمالی ہند میں رباعی لکھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اردو میں رباعی گو شعرا کی تعداد نظم یا غزل گو شعرا کے مقابلے میں کم ہے۔

اساتذہ، طلبا کو مزید بتائیں کہ رباعی گو شعرا مختلف موضوعات پر رباعیاں لکھتے ہیں اور رباعی میں شعرا اپنے ذاتی تجربات، مشاہدات اور حکمت کی باتیں بھی بیان کرتے ہیں۔ اردو کے معروف رباعی گو شعرا میں انیس، تلوک چند محروم، حالی، فانی، فراق، جان نثار اختر، جوش، جگت موہن لال رواں، اور امجد حیدر آبادی کے نام قابل ذکر ہیں۔

اِعادۂ سبق کے طور پر اساتذہ طلبا سے رباعی کی تعریف، مصرعوں کی تعداد، موضوعات، بحر اور اس کے اوزان سے متعلق سوالات پوچھ سکتے ہیں۔

4 قطعہ

قطعہ کا شمار بھی اردو شاعری کی ایک صنف کے طور پر ہوتا ہے۔ قطعہ ایسی مختصر نظم ہے جس میں کم از کم دو شعر ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ رباعی کی طرح اس کے لیے بھی کوئی بحر مخصوص نہیں ہے۔ اس میں کسی خاص خیال یا تجربے کو پوری شدت اور وحدتِ تاثر کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

کلاسیکی شاعروں کے یہاں عموماً غزل کے اندر قطعہ ملتا ہے۔ غزل کے ایسے دو یا دو سے زیادہ اشعار جن میں کوئی مضمون یا خیال تسلسل کے ساتھ پیش کیا جائے انھیں قطعہ بند اشعار کہتے ہیں۔ قطعہ بند اشعار کی اس روایت کو بعد کے شعرا نے مزید وسعت دی اور اسے ایک علاحدہ صنف کا مقام عطا کیا۔

قطعہ چونکہ غزل سے برآمد ہوا ہے اس لیے یہ غزل کی ہیئت میں کہا جاتا ہے۔ اس میں ہر شعر کے دوسرے مصرعے میں قافیے کا التزام کیا جاتا ہے۔ تاہم غزل کے برخلاف قطعے کا پہلا شعر مطلع نہیں ہوتا، یعنی پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ نہیں ہوتے۔

غزل کے اشعار کے بیچ قطعہ گوئی کی روایت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔البتّہ ایک الگ صنف کے طور پر اسے استحکام عطا کرنے والوں میں وحیدالدین سلیم اور اختر انصاری خاص ہیں۔ بعد میں احمد ندیم قاسمی اور نریش کمار شاد نے قطعہ گوئی کے فن کو فروغ دیا۔اکبرالٰہ آبادی کے قطعات بھی بہت مقبول ہیں۔بہت سے قطعات عنوان کے تحت بھی لکھے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر اختر انصاری کا قطعہ 'دھوپ اور مینہ' آپ بھی دیکھیں۔

ہلکی ہلکی پھوار کے دوران میں
دفعتاً سورج جو بے پردہ ہوا
میں نے یہ جانا کہ وحشت میں کوئی
روتے روتے کھلکھلا کر ہنس پڑا

4.1 قطعہ کی تدریس

قطعہ کی تعریف کے ضمن میں استاد طلبا کو بتائیں کہ قطعہ میں عام طور پر چار مصرع ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں دو سے زیادہ اشعار بھی ہو سکتے ہیں۔ قطعہ کا پہلا شعر مطلع نہیں ہوتا۔ قطعہ کسی موضوع کا حامل ہوتا ہے اور اس کا عنوان بھی ہو سکتا ہے۔

استاد طلبا کو بتائیں کہ دراصل قطعہ کلاسیکی شاعروں کے یہاں عموماً غزل میں ملتا ہے۔ غزل میں قطعہ بند اشعار دو اور دو سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔استاد یہاں طلبا کو غالب کی اُس غزل کے قطعہ بند اشعار سنا سکتے ہیں جس کا مطلع ہے :

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اِس درد کی دوا کیا ہے

اس غزل میں قطعہ بند اشعار کا پہلا شعر ہے :

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟

غمزہ و عِشوہ و ادا کیا ہے؟

شکن زلف عنبریں کیوں ہے

نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے

سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں

ابر کیا چیز ہے کیا ہے

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا

اور درویش کی صدا کیا ہے

جان تم پر نثار کرتا ہوں

میں نے نہیں جانتا دعا کیا ہے

میں مانا کہ کچھ نہیں غالب

مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

استاد اس پورے قطعے کو سنا سکتے ہیں یا اگر کوئی اور مثال ہو تو وہ بھی پیش کر سکتے ہیں۔اس مثال کے بعد استاد طلبا کو بتائیں کہ قطعہ بند اشعار کی اس روایت کو بعد کے شعرا نے مزید وسعت دی اور اسے ایک علیحدہ صنف کا مقام عطا کیا۔معروف قطعہ گو شعرا میں وحید الدین سلیم،اختر انصاری،احمد ندیم قاسمی،اکبر الہ آبادی،فراق گورکھپوری اور نریش کمار شاد وغیرہ کے نام خاص ہیں۔

استاد یہاں رباعی اور قطعے کے فرق کو واضح کر سکتے ہیں کہ رباعی کی طرح قطعے کے اوزان مقرر نہیں ہیں۔یہ غزل کی طرح کسی بھی بحر میں کہا جا سکتا ہے۔

اِعادۂ سبق کے طور پر اساتذہ طلبا سے قطعہ کی تعریف،قطعہ گو شعرا کے نام اور رباعی اور قطعہ میں فرق معلوم کر سکتے ہیں۔

5 چہاربیت

چااربیت کے لفظی معنی ہیں چار شعر۔تاہم یہ ضروری نہیں کہ اس میں ہمیشہ چار ہی شعر ہوں۔مثلث،مسدّس،مثنوی اور مستزاد کی ہیئت میں بھی چہاربیت ملتی ہے۔یہ افغانستان کے صوبۂ سرحد کے پٹھانوں کی ایجاد سمجھی جاتی ہے۔ہندوستان میں اس کی ابتدا رام پور کے عبدالکریم خان غزنوی نے کی۔'چاربیت' اگرچہ فارسی سے ماخوذ ہے لیکن ہندوستان میں اس روایت کے تمام اجزا خالص ہندوستانی ہیں۔یہ صنف شاعری 'دُھرو پد' اور 'خیال گائیکی' سے بہت قریب ہے۔

اردو میں چاربیت کا فروغ نواب فیض اللہ خاں کے زمانے میں افغانی قبائل کے ذریعے 1774 کے آس پاس ہوا۔یہ افغانی قبائل ریاست رام پور میں آباد تھے۔ان کا تعلق اقتصادی طور پر پسماندہ طبقے سے تھا اور آج بھی یہ لوگ معاشی طور پر کمزور ہیں۔ہندوستان میں ان لوگوں کے اکھاڑے اور دنگل مختلف مقامات پر ہیں جیسے رام پور،مرادآباد،امروہہ،چاندپور،بچھرا ؤں،بریلی،روہیل کھنڈ،ٹونک اور بھوپال وغیرہ۔

چاربیت کی صنف میں ہیئت اور موضوعات کا غیر معمولی تنوع ملتا ہے۔مذہبی،اخلاقی،تاریخی،سماجی،قومی،وطنی،احتجاجی،سیاسی، تقریباتی اور عشقیہ وغیرہ اس کے موضوعات ہیں۔چاربیت کی صنف ہندوستان کے لوک گیتوں میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔یہ صنف

قوّالی کے اندازِ پیش کش سے زیادہ قریب ہے۔ جو دراصل گروپ مقابلے میں گائی جانے والی صنف ہے جسے اکھاڑہ یا دنگل کہتے ہیں۔دو گروہوں کے درمیان مقابلے میں سوال وجواب کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ ہر اکھاڑے کا ایک خلیفہ اور استاد ہوتا ہے۔استادِ فن چہار بیت لکھ کر دیتا ہے اور خلیفہ اپنے ہمنواؤں کے ساتھ اس فن کو دنگل میں پیش کرتا ہے۔ہر ایک گانے والے کے ہاتھ میں دَف ہوتا ہے۔اس فن کے پیش کرنے میں شمشیر زنی کی طرح رقص اور پینترے بازی بھی کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر بھوپال کے عبدالرحمٰن خاں منشی کی یہ چا گر بیت دیکھیں:

چار مصرعے ہوں بہم، ربط ہو ان چاروں میں
باہمی طنز و مزاح ہوتی رہے یاروں میں
یار نغمہ کہے اور دھوم ہو اغیاروں میں
اس قرینے کی ہو چربیت، دھکا پیل نہیں

6 دوہا

دوہا اصلاً ایک ہندی صنف شاعری ہے جو دراصل دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے اس کی مقبولیت ہندی میں زیادہ رہی ہے۔اس کا ہر مصرع وزن کے لحاظ سے چوبیس ماتراؤں کا ہوتا ہے، جس میں مصرعے کا پہلا حصہ تیرہ ماتراؤں کا اور دوسرا حصہ گیارہ ماتراؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ گویا اس کے ایک مصرعے کے وزن کی صورت یہ ہوتی ہے:

فعلن فعلن فاعلن
فعلن فعلن فع / فاع

اس کے دونوں مصرعے مل کر معنی کو مکمل کرتے ہیں۔دوہا مطلعے کی طرح ہوتا ہے یعنی اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں ۔ دوہا ہندی اور اردو دونوں زبانوں کا مشترک ورثہ ہے۔اس میں ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی بھرپور عکاسی ملتی ہے ۔اپنی ساخت اور غنائیت کے باعث یہ صنف ہر دور میں مقبول رہی ہے۔امیر خسرو، کبیر، تلسی داس، سورداس، بہاری اور عبدالرحیم خانِ خاناں وغیرہ کے دوہے آج بھی اپنا اثر رکھتے ہیں۔

اردو شعر و ادب کے ابتدائی دور میں دوہے کی صنف کو صوفی شعرا نے بہت ترقی دی۔ یہ ایک عوامی صنف ہے اسی لیے بہت سے گم نام اردو دوہوں کا ذخیرہ بھی ملتا ہے۔ میرا ن جی شمس العشاق کو اردو کا پہلا دوہا نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی کتاب 'خوش نامہ' میں دوہے کثرت سے ملتے ہیں۔ امیر خسرو، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اور بو علی شاہ قلندر وغیرہ نے اس فن کو پروان چڑھایا۔ جدید دور میں جمیل الدین عالی، ناصر شہزاد، طفیل ہوشیار پوری، پرتو روہیلہ، عابد پیشاوری، بیکل اتساہی، بھگوان داس اعجاز اور ندا فاضلی وغیرہ کے نام دوہا نگاری کے ذیل میں اہم ہیں۔ اردو دوہے کے چند نمونے ملاحظہ کیجیے:

کبیر داس کا مشہور دوہا ہے:

کبیرا کھڑا ابجار میں مانگے سب کی کھیر
نا کاہو سے دوستی، نا کاہو سے بیر

عبدالرحیم خانِ خاناں اپنے دوہے میں کہتے ہیں:

رحیمن دھاگا پریم کا مت توڑو چٹکائے
ٹوٹے سے پھر نا جڑے، جڑے گانٹھ پڑی جائے

7 بارہ ماسہ

اسی طرح جب ہم بارہ ماسہ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بارہ ماسہ ایک ایسی صنف شاعری ہے جس میں ایک بِرہن کے بارہ مہینے کی دکھ بھری داستان بیان کی جاتی ہے۔ یہ صنف مثنوی کی ہیئت میں لکھی جاتی ہے۔ اسے موسمی نظم بھی کہتے ہیں۔ بِرَہ یعنی ہجر کی ماری عورت جس کا شوہر کہیں پردیس چلا گیا ہے، اس کی یادیں اسے تڑپا تی رہی ہیں اور ہر مہینے اس کے دل پر موسم کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں اسی کا سلسلہ وار بیان بارہ ماسہ کہلاتا ہے۔ اس میں سال کے بارہ مہینوں کا بیان بکرم سمبت یعنی ہندی کیلنڈر کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اردو کا سب سے مشہور بارہ ماسہ افضل کا 'بکٹ کہانی' ہے۔ گوہر جوہر، مداری لال اور قدرت کے نام بھی بارہ ماسہ لکھنے والوں میں اہم سمجھے جاتے ہیں۔
بارہ ماسہ میں اظہارِ عشق اور تخاطب، عورت کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس صنف میں بِرہ کی ماری عورت اپنی سکھیوں اور سہیلیوں کو بھی اپنا ہمراز بناتی ہے۔ بیان کے اظہار میں شدّت اور جدائی کی تڑپ میں بڑی سچائی ہوتی ہے۔ بارہ ماسہ کا بارھواں مہینہ اساڑھ کا ہوتا ہے

جوپِیاکے پردیس سے گھر واپس آنے کا مہینہ ہے جس میں پِیا کو دیکھنے کی خوشی اور اپنے شوق کا اظہار کیا جاتا ہے۔اس طرح بارہ ماسہ خالص ہندوستانی تہذیب کا پس منظر رکھنے والی صنف ہے۔مثال کے طور پر افضل کی ''بکٹ کہانی'' کے یہ دو اشعار دیکھیں :

سُنو سکھیو بکٹ موری کہانی
بھئی ہوں عشق کے غم سوں دوانی
نہ مجھ کو بھوک دن نہ نیند راتا
بِرہ کے درد سوں سینہ پراتا

8 گیت

گیت اردو شاعری کی ایک صنف ہے۔ جس کا موسیقی سے بہت قریب کا رشتہ ہے اسی لیے اسے غنائی شاعری میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک موڈ،ایک خیال اور ایک احساس کا شدت کے ساتھ بھرپور اظہار ہوتا ہے۔

گیت کو کسی بھی بحر میں لکھا جا سکتا ہے لیکن عموماً اس کے لیے چھوٹی بحریں ہی استعمال کی جاتی ہیں۔اس کا مکھڑا ایک بحر میں اور بول مختلف بحروں میں ہو سکتے ہیں۔گیت میں احساسات و تجربات،نرم،سبک،شیریں اور مترنّم الفاظ میں بیان کیے جاتے ہیں۔

اردو میں گیت کی ابتدا امیر خسرو سے منسوب کی جاتی ہے۔قدیم عہد سے لے کر اب تک جو گیت لکھے گئے ہیں ان کا خاص موضوع عشق ہے۔جدائی کے غم اور ملن کی خوشی سے ہمارے گیت بھرے ہوئے ہیں۔گیت میں اظہار عشق عام طور پر عورت کے ذریعے کیا جاتا ہے۔اس میں عاشق یا شوہر سے جدائی اور موسموں اور تہواروں وغیرہ کے ماحول کا تذکرہ سیدھی سادی لیکن پر اثر زبان میں ہوتا ہے۔عشقیہ جذبات کے علاوہ مناظرِ فطرت،مختلف تہواروں اور حبّ الوطنی کے موضوعات پر بھی بہت سے گیت لکھے گئے ہیں۔مثال کے طور پر میرا جی کے ایک گیت 'سکھ کی تان' کا ایک بند دیکھیں:

ہر رنگ نیا، ہر بات نئی
اب دن بھی نیا اور رات نئی
اب چین کی راہ سجھائی دی

اک دنیا نئ دکھائی دی

اب اپنا محل بنائیں گے

اب اور کے در پہ نہ جائیں گے

اک گھر کی راہ سجھائی دی

اک دنیا نئ دکھائی دی

8.1 گیت کی تدریس

گیت کی تدریس سے قبل اساتذہ طلبا کو بتائیں کہ گیت اردو کی ایک اہم، دلچسپ اور غنائیہ صنف ہے جس کا تعلق شاعری کی لوک روایت سے زیادہ رہا ہے۔اس کی کوئی خاص ہئیت متعین ہے اور نہ اس کے اوزان مقرر ہیں۔ گیت عام طور پر چھوٹے چھوٹے مصرعوں پر مشتمل ہوتے۔ ہر گیت میں ایک مکھڑا ضرور ہوتا ہے جسے ٹیپ کے طور پر ہر بند کے بعد دہرایا جاتا ہے۔اس کی زبان سادہ اور عام فہم ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ عوامی سطح پر اسے بہت پسند کیا جاتا ہے۔ گیت کا گانے سے گہرا تعلق ہے۔ جسے انفرادی طور پر بھی گایا جا سکتا ہے۔ لیکن جماعت کی شکل میں ایک ساتھ مل کر گانا زیادہ پر اثر ہوتا ہے۔ گیت کے موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے اساتذہ طلبا کو یہ بتائیں کہ گیت سماج سے متعلق مختلف موضوعات پر لکھے جاتے ہیں، جن میں موسم، فصلیں اور رسم ورواج وغیرہ شامل ہیں۔ شادی یا خوشی کے موقع پر گیت گانے کا رواج عام ہے۔ بعض گیت حزنیہ بھی ہوتے ہیں ، جن میں رنج و غم اور درد و کرب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بہت سے گیت ایسے بھی ہیں جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں انھیں لوک گیت کہا جاتا ہے۔ اردو میں گیت لکھنے کی روایت دکنی شعرا کے یہاں ملتی ہے۔ جنوبی ہند میں سترہویں صدی تک گیت لکھنے کا خوب رواج رہا۔

گیت کی تدریس کے دوران اساتذہ طلبا کو چند ایسے شعرا کے نام بھی بتائیں جنھوں نے باقاعدہ گیت کی صنف میں طبع آزمائی کی اور اس فن کی روایت کو آگے بڑھایا۔

اِعادۂ سبق کے طور پر اساتذہ طلبا سے کلاس میں موضوع سے متعلق سوالات کر سکتے ہیں مثلاً گیت کی تعریف، موضوعات اور چند اہم گیت نگار شعراء کے نام وغیرہ۔

9 خلاصہ

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ رباعی، قطعہ، چاaربیت، دوہا، بارہ ماسہ اور گیت اردو کی وہ اصناف اور ہئیتں ہیں جو ہماری سماجی اور معاشرتی زندگی کے ساتھ ساتھ اردو کے شعری حسن اور فکری بالیدگی کی مظہر ہیں۔ ان میں سے اگرچہ بعض اصناف کا چلن اب کم ہو چکا ہے لیکن بعض اصناف اب بھی مقبول ہیں اور ان سب کی حیثیت مسلم ہے۔

***

Disclaimer	آن لائن کورس کے درسی مواد کی ترتیب و تدوین کے لیے این سی ای آر ٹی کی درسی و معاون درسی کتابوں اردو زبان و ادب کی تاریخ، اردو قواعد و انشا، اردو کی ادبی اصناف، رہنما کتاب، اردو تدریسیات، اردو زبان کی تدریس وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔